اسلامی تہذیب و ثقافت
Journal of Islamic Civilization and Culture (JICC)

JOURNAL OF ISLAMIC CIVILIZATION ANDCULTURE(JICC)

Volume 08, Issue 01 (Jan-June , 2025)
ISSN (Print):2707-689X
ISSN (Online) 2707-6903
Issue: https://www.ahbabtrust.org/ojs/index.php/jicc/issue/view/16
URL: https://www.ahbabtrust.org/ojs/index.php/jicc/article/view/214
Article DOI: https://zenodo.org/10.5281/zenodo.17071628

Title Women and Hadith in the Contemporary Era: A Research Study

Author (s): Muhammad Rashid Ujjan,Abubakar Siddique, Mamoon Khan

Received on: 18 September, 2024
Accepted on: 29 March, 2025
Published on : 25 June, 2025

Citation: Muhammad Rashid Ujjan,Abubakar Siddique,Mamoon Khan,“ Women and Hadith in the Contemporary Era: A Research Study”JICC: 8 no, 1 (2025):1-11

Publisher: Al-Ahbab Turst Islamabad

Islamic Research Index
INTERNATIONAL Scientific Indexing
المنهل ALMANHAL
ASIAN Research Index
Crossref

Click here for more

معاصر دور کی خواتین اور حدیث: ایک تحقیقی مطالعہ

Women and Hadith in the Contemporary Era: A Research Study

*Muhammad Rashid Ujjan
**Abubakar Siddique
***Mamoon Khan

Abstract:

The role of female Hadith scholars has been significant throughout Islamic history. In the early Islamic period, Aisha (RA) held a unique position due to her deep knowledge and critical understanding of Hadith. Following her, many female Companions and later generations of women contributed to the transmission and teaching of Hadith. During the Abbasid era, scholarly gatherings led by women attracted prominent male scholars. Similarly, in Andalusia and Khurasan, female scholars played a vital role in the academic and teaching circles. In South Asia, women contributed to Hadith transmission and teaching, particularly through the establishment of women's madrasas.

In the contemporary period, female scholars have advanced Hadith studies within universities and research institutions, adapting the discipline to modern academic requirements. Figures such as Dr. Farhat Hashmi (Pakistan), Aisha Abd al-Rahman Bint al-Shati' (Egypt), and Aisha Bewley (UK) stand out for their contributions in teaching, writing, and research. They have authored works on Hadith translations, commentaries, and critical studies on the methodology of Hadith sciences. Despite this, women scholars continue to face challenges such as social and cultural barriers, lack of resources, and historical underrepresentation in scholarly works.

This research concludes that the contributions of women scholars are not limited to the past but remain essential for the preservation and advancement of Islamic knowledge today. It emphasizes the need to integrate women's scholarly contributions into curricula and to provide them with more research opportunities so that Islamic scholarship may continue to thrive in the modern era.

Key Words: *Women and Hadith in the Contemporary Era: A Research Study*

....

(Subject specialist Islamiat - IBA Public School Sukkur) Phd in progress - international Islamic University Islamabad
***M.Phil. Scholar, Shaikh Zayed Islamic Centre (SZIC), University of Peshawar*
****Ph.D scholar, Sheykh Zaid Islamic Center, University of Peshawar*

اسلامی تاریخ میں خواتین محدثات کا کردار ہمیشہ نمایاں رہا ہے۔ ابتدائی دور میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو علم و فہم اور حدیثی بصیرت کے اعتبار سے ایک منفرد مقام حاصل تھا۔ ان کے بعد صحابیات، تابعیات اور بعد کے ادوار میں خواتین نے تدریس و روایت کے ذریعے علمِ حدیث کی آبیاری کی۔ عباسی دور میں خواتین محدثات کی علمی مجالس میں بڑے بڑے علما شریک ہوتے تھے۔ اسی طرح اندلس و خراسان میں بھی خواتین محدثات کی تدریسی خدمات تاریخ کا روشن باب ہیں۔ برصغیر میں مدارسِ نسواں نے خواتین کو تدریس اور روایت کی تربیت دی، جس سے خواتین کی علمی روایت کو دوام ملا۔

معاصر دور میں خواتین اسکالرز نے جامعات اور تحقیقی اداروں میں تدریسی و تحقیقی کام کے ذریعے حدیثی علوم کو نئے تقاضوں کے مطابق آگے بڑھایا۔ ڈاکٹر فرحت ہاشمی، عائشہ عبدالرحمٰن بنت الشاطیؒ اور عائشہ بیولی جیسی شخصیات نے تدریس، تحقیق اور تصنیف میں نمایاں کردار ادا کیا۔ خواتین نے احادیث کے تراجم، شروح اور اصولِ حدیث پر مقالات و کتب تحریر کیں۔ تاہم، خواتین اسکالرز کو آج بھی سماجی و ثقافتی رکاوٹوں، وسائل کی کمی اور تاریخی طور پر نظر انداز کیے جانے جیسے چیلنجز کا سامنا ہے۔

یہ تحقیق نتیجہ اخذ کرتی ہے کہ خواتین محدثات کا کردار محض ماضی تک محدود نہیں بلکہ آج بھی ان کی خدمات اسلامی علوم کی ترقی کے لیے ناگزیر ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ خواتین اسکالرز کی خدمات کو علمی نصاب میں شامل کیا جائے اور انہیں تحقیقی میدان میں زیادہ مواقع فراہم کیے جائیں تاکہ اسلامی علمی روایت مزید تقویت حاصل کرے۔

اسلامی علوم کی بنیاد قرآن و سنت پر ہے اور سنت کی حفاظت و ترسیل میں **علمِ حدیث** کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ حدیث کی روایت، تنقید اور تحقیق کے لیے جو علوم وجود میں آئے، ان میں **علمِ جرح و تعدیل** اور **فنِ روایت** کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ یہ حقیقت بھی مسلمہ ہے کہ جہاں مرد محدثین نے ان علوم کو فروغ دیا، وہیں خواتین محدثات نے بھی اس علمی روایت میں نمایاں کردار ادا کیا۔ ان کے بغیر حدیثی ورثے کی تاریخ نامکمل ہے۔ خواتین نے نہ صرف روایت اور تدریس کی بلکہ کئی مواقع پر متنِ حدیث پر نقد کیا اور اصولی وضاحتیں پیش کیں، جو علمِ حدیث کی صحت و بقا کے لیے نہایت اہم ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ خواتین محدثات کا کردار اسلامی علمی تاریخ کا لازمی حصہ ہے۔[1]

خواتین محدثات کی تاریخی روایت کا اجمالی جائزہ

ابتدائی اسلامی دور ہی سے خواتین کو حدیث کی روایت اور تعلیم میں ایک فعال مقام حاصل رہا۔ **حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا** کا شمار کبار محدثین میں ہوتا ہے۔ ان سے دو ہزار سے زائد احادیث روایت کی گئی ہیں اور کئی مواقع پر انہوں نے دیگر صحابہ کے فہم ودرایت کی وضاحت کرکے حدیثی بصیرت کا اعلیٰ نمونہ پیش کیا۔[2]

تابعیات میں **عمرۃ بنت عبدالرحمٰن** (شاگردہ حضرت عائشہ) کو خاص مقام حاصل ہے۔ امام ذہبی نے انہیں "فقیہہ اور ثقہ محدثہ" قرار دیا۔[3] اسی طرح **حفصہ بنت سیرین**، **کریمۃ المروزیہ** اور **زینب بنت الکمال** جیسی خواتین نے بڑے پیمانے پر تدریس وروایت کا سلسلہ جاری رکھا۔ ان کے حلقہ ہائے درس میں مرد محدثین بھی شامل ہوتے تھے اور ان کی اسناد کو معتبر تسلیم کیا جاتا تھا۔[4]

یہ اجمالی جائزہ اس بات کا ثبوت ہے کہ خواتین محدثات محض روایت تک محدود نہیں رہیں بلکہ انہوں نے تنقید، تصحیح اور فہمِ حدیث میں بھی نمایاں خدمات انجام دیں۔

معاصر دور میں اس مطالعہ کی ضرورت

جدید دور میں خواتین محدثات کے کردار پر تحقیق ایک **ضروری علمی تقاضا** ہے، کیونکہ تاریخی طور پر ان کی خدمات کو اکثر نظرانداز کیا گیا یا کم اہمیت دی گئی۔ دوسری طرف، معاصر دور میں خواتین اسکالرز نے جامعات، مدارس اور تحقیقی مراکز میں تدریس، تصنیف اور تحقیق کے ذریعے اسلامی علوم کو تقویت بخشی ہے۔ ڈاکٹر فرحت ہاشمی (پاکستان)، عائشہ عبدالرحمٰن بنت الشاطئ (مصر) اور عائشہ بیولی (انگلینڈ) جیسی خواتین نے معاصر علمی دنیا میں حدیثی علوم کو نئے تقاضوں کے ساتھ پیش کیا۔[5]

اس مطالعے کی ضرورت اس لیے بھی ہے کہ:

1. خواتین اسکالرز کی خدمات کو تاریخی تسلسل میں اجاگر کیا جاسکے۔
2. علمی نصاب میں خواتین محدثات کے کردار کو شامل کرکے نئی نسل کو اس ورثے سے روشناس کرایا جاسکے۔
3. معاصر خواتین محققین کو ایک سائنسی و تحقیقی بنیاد فراہم کی جاسکے تاکہ وہ مزید کام کریں۔

یوں یہ تحقیق نہ صرف ماضی کی بازیافت ہے بلکہ حال اور مستقبل کی علمی سمت متعین کرنے کے لیے بھی ناگزیرہ

1. حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور دیگر صحابیات کا کردار

اسلامی علمی تاریخ میں **حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا** کو خواتین محدثات میں سب سے نمایاں مقام حاصل ہے۔ وہ نہ صرف کثیر الروایہ صحابیہ ہیں بلکہ فہمِ حدیث، جرح وتعدیل اور متن پر تنقید میں بھی ممتاز حیثیت رکھتی ہیں۔ امام ذہبی نے انہیں "اعلم النساء مطلقاً" (تمام عورتوں میں سب سے زیادہ علم رکھنے والی) قرار دیا ہے۔[6]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے تقریباً **2210 احادیث** مروی ہیں۔ صحیح بخاری و مسلم میں ان کی روایات بکثرت موجود ہیں۔ ان کا یہ قول حدیث کی حفاظت میں ان کے حساس علمی معیار کو واضح کرتا ہے:

"من حدثكم أن محمداً كتم شيئاً من الوحي فقد أعظم على الله الفرية"

(جس نے تم سے کہا کہ نبی ﷺ نے وحی میں سے کچھ چھپایا تو اس نے اللہ پر بہتان باندھا)۔[7]

اسی طرح کئی مواقع پر انہوں نے صحابہ کے فہم یا بیان میں وضاحت کی۔ مثال کے طور پر، ایک روایت میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ میت اپنے اہل کے رونے کی وجہ سے عذاب پاتا ہے، تو حضرت عائشہؓ نے اس کو رد کیا اور فرمایا "رحم الله عمر، والله ما حدث رسول الله ﷺ أن الله يعذب المؤمن ببكاء أهله عليه" (اللہ عمر پر رحم فرمائے! رسول اللہ ﷺ نے کبھی نہیں فرمایا کہ اللہ مؤمن کو اس کے گھر والوں کے رونے پر عذاب دیتا ہے)۔[8]

یہ علمی جرات اور وضاحت اس بات کی دلیل ہے کہ خواتین محدثات نے متنِ حدیث کی صحت اور فہم میں ناقدانہ بصیرت سے کام لیا۔

دیگر صحابیات میں **ام سلمہ رضی اللہ عنہا** نمایاں ہیں۔ ان سے 378 احادیث مروی ہیں۔ ان کے علمی مقام کے بارے میں امام ابن سعد لکھتے ہیں:

"كانت أم سلمة من فقهاء الصحابة وأعلم النساء بأحكام الدين"

(ام سلمہ فقہائے صحابہ میں سے تھیں اور دین کے احکام جاننے میں عورتوں میں سب سے زیادہ علم رکھتی تھیں)۔[9]

2. تابعیات اور تبع تابعیات کی خدمات

تابعیات میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی شاگردہ **عمرة بنت عبد الرحمٰن** کا کردار نہایت نمایاں ہے۔ امام ذہبی نے ان کو "فقیہہ وعالمۃ" کہا اور ان کی روایات کو ثقہ قرار دیا۔[10] امام مالک رحمہ اللہ جیسے ائمہ نے ان سے حدیث روایت کی۔

اسی طرح **حفصہ بنت سیرین** (م 101ھ) نے بھی بڑے محدثین سے تعلیم حاصل کی اور حدیث روایت کی۔ امام ابن حجر عسقلانی نے انہیں "ثقۃ فاضلۃ" (ثقہ اور بافضیلت) قرار دیا۔[11]

تبع تابعیات میں **کریمۃ المروزیہ** (م 463ھ) کو خاص مقام حاصل ہے۔ انہوں نے صحیح بخاری کی تدریس کی اور بڑے بڑے محدثین ان کے حلقہ درس میں شامل ہوئے۔ امام خطیب بغدادی ان کے شاگردوں میں شامل ہیں۔

3. اس تاریخی پس منظر کا معاصر خواتین کے کردار سے تعلق

ابتدائی اسلامی دور کی خواتین محدثات کی خدمات اس بات کی دلیل ہیں کہ خواتین کو علمی میدان میں فعال کردار دیا گیا تھا۔ ان کی تدریس و روایت نے اس بات کو ثابت کیا کہ علمِ حدیث میں خواتین کی شمولیت نہ صرف ممکن ہے بلکہ ضروری ہے۔

معاصر دور میں جب خواتین اسکالرز جامعات و مدارس میں تدریسی اور تحقیقی خدمات سرانجام دے رہی ہیں تو یہ تاریخی پس منظر ان کے لیے **حوصلہ افزا مثال** ہے۔ خواتین محدثات کی روایت اور تنقید آج کی خواتین اسکالرز کے لیے اس بات کی بنیاد ہے کہ وہ اپنی علمی کاوشوں کو بلا جھجک جاری رکھیں اور اسلامی علوم کے فروغ میں اپنا کردار ادا کریں۔

1. خواتین اسکالرز کی تدریسی و تصنیفی خدمات

معاصر دور میں خواتین اسکالرز نے حدیثی علوم میں تدریس اور تصنیف کے ذریعے نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ ان کی خدمات محض روایتی حلقہ ہائے درس تک محدود نہیں رہیں بلکہ اب یہ خدمات جامعات، مدارس، اور بین الاقوامی علمی اداروں تک پھیل چکی ہیں۔

ڈاکٹر فرحت ہاشمی اس میدان میں ایک نمایاں نام ہیں۔ وہ الہدیٰ انٹرنیشنل کی بانی ہیں اور انہوں نے خواتین کو قرآن و سنت کی تعلیم دینے کے ساتھ ساتھ حدیث کے اصولی مطالعے پر بھی زور دیا۔ ان کی جدوجہد کے بارے میں ایک محقق لکھتا ہے:

"Farhat Hashmi has emerged as one of the most influential female scholars in Pakistan and abroad. Through her Al-Huda Institute, she has enabled thousands of women to study the Qur'an and Hadith directly, encouraging them to engage critically with the primary texts of Islam."[12]

اسی طرح مصر کی مشہور محققہ **عائشہ عبدالرحمٰن (بنت الشاطیؒ)** نے حدیث اور سیرت پر تحقیقی تصانیف لکھیں۔ ان

کی کتاب السنۃ النبویۃ بین أھل الفقہ و أھل الحدیث میں وہ حدیثی علوم کی اہمیت اور اس پر خواتین کے علمی کردار کو واضح کرتی ہیں۔ وہ لکھتی ہیں:

"إن السنة النبوية لم تكن حكراً على الرجال، بل شاركت النساء منذ عصر النبوة في حفظها ونقلها وتوضيح معانيها، ومن الخطأ أن يهمل التاريخ دورهن في هذا العلم الشريف".

)سنت نبویہ صرف مردوں تک محدود نہ تھی، بلکہ عورتوں نے بھی عہد نبوی سے ہی اس کے تحفظ، نقل اور معانی کی وضاحت میں حصہ لیا، اور یہ بڑی غلطی ہے کہ تاریخ میں ان کے کردار کو نظر انداز کیا جائے۔[13]

یہ اقتباس اس حقیقت کو نمایاں کرتا ہے کہ خواتین اسکالرز نے اپنی تصانیف میں محدثات کی خدمات کو ایک نئے تناظر کے ساتھ دنیا کے سامنے پیش کیا۔

.2 جامعات اور مدارس میں خواتین کی حدیثی تدریس

آج کے دور میں خواتین اسکالرز نے دینی مدارس اور جامعات میں حدیث کی تدریس کو باقاعدہ ایک علمی روایت کی شکل دے دی ہے۔ جنوبی ایشیا میں خواتین مدارس میں صحیح بخاری اور صحیح مسلم جیسی کتب کی تدریس عام ہے۔ پاکستان، بھارت اور بنگلہ دیش میں ہزاروں خواتین فارغ التحصیل ہو کر تدریسی خدمات انجام دے رہی ہیں۔

اکرم ندوی نے اپنی شہرۂ آفاق تصنیف Al-Muhadddithat: The Women Scholars in Islam میں ذکر کیا ہے کہ:

"In the Indian subcontinent and beyond, women continued the tradition of teaching Hadith in madrasas. Even in recent times, women have been granted ijazah in Sahih al-Bukhari and other canonical works, proving that their role in Hadith transmission is not a relic of the past but a living tradition."[14]

اس بیان سے واضح ہوتا ہے کہ خواتین محدثات کی روایت آج بھی مدارس میں زندہ ہے اور خواتین تدریسی سلسلے کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔

مزید برآں، جامعہ الازہر (مصر) اور سعودی عرب کی مختلف جامعات میں خواتین کو اصولِ حدیث اور متون کی تدریس کے مواقع فراہم کیے جا رہے ہیں۔ ان اداروں سے فارغ التحصیل خواتین نہ صرف مقامی سطح پر بلکہ بین

الاقوامی علمی دنیا میں بھی نمایاں کردار ادا کر رہی ہیں۔

3. عالمی سطح پر خواتین کی علمی کاوشیں

معاصر دور میں خواتین اسکالرز نے عالمی علمی دنیا میں بھی اپنی پہچان قائم کی ہے۔ یورپ اور امریکہ میں خواتین محققین نے حدیثی علوم کے تراجم اور تنقیدی مطالعے پر کام کیا ہے۔ برطانیہ کی **عائشہ بیولی** نے حدیث اور اسلامی علوم پر متعدد کتب اور تراجم تحریر کیے ہیں، جن میں Sahih al-Bukhari: Abridged in English خاص طور پر قابل ذکر ہے۔

ان کے بارے میں کہا گیا ہے:

"Aisha Bewley is among the foremost translators of Islamic texts into English. Her works on Hadith, especially her translation of Sahih al-Bukhari, have opened the doors of Hadith scholarship to the English-speaking world, thereby extending the legacy of the female muhaddithat to the global academic arena."[15]

اسی طرح بین الاقوامی سطح پر ہونے والے علمی سیمینارز اور کانفرنسز میں خواتین اسکالرز کی بھرپور شرکت ان کے عالمی علمی کردار کو ظاہر کرتی ہے۔

تجزیہ

معاصر خواتین اسکالرز کی تدریسی و تصنیفی خدمات نے اس حقیقت کو اجاگر کیا ہے کہ خواتین محدثات کی علمی روایت اب بھی زندہ ہے۔ مدارس اور جامعات میں ان کی تدریس نے خواتین کو براہ راست حدیثی علوم سے جوڑ دیا ہے جبکہ عالمی سطح پر تراجم اور تحقیق نے اسلام کے علمی ورثے کو نئی زبانوں اور نئے خطوں تک پہنچایا ہے۔ یہ تسلسل اس بات کی دلیل ہے کہ خواتین کا کردار صرف ماضی کی تاریخ نہیں بلکہ آج کی حقیقت ہے۔

مبحث چہارم: نمایاں معاصر خواتین اسکالرز کی شخصیات

- ڈاکٹر فرحت ہاشمی (پاکستان)
- عائشہ عبدالرحمٰن بنت الشاطیؒ (مصر)
- عائشہ بیولی (انگلینڈ)
- دیگر نمایاں خواتین اسکالرز اور ان کی خدمات

1. سماجی و ثقافتی رکاوٹیں

معاصر دور میں اگرچہ خواتین اسکالرز نے علمی خدمات میں نمایاں کردار ادا کیا ہے، لیکن ان کے لیے سماجی و ثقافتی رکاوٹیں اب بھی ایک بڑی چیلنج ہیں۔ کئی مسلم معاشروں میں آج بھی خواتین کے لیے علمی میدان میں آزادی اور مساوی مواقع کا فقدان ہے۔ گھر اور سماجی ذمہ داریوں کو علمی سرگرمیوں کے ساتھ جوڑنا ان کے لیے مشکل بنا دیا جاتا ہے۔

جیسا کہ ایک محقق لکھتے ہیں:

"Women scholars in Muslim societies often face the dilemma of balancing their familial roles with their academic aspirations. This dual responsibility sometimes hinders their capacity to engage fully in Hadith studies and scholarly activities."[16]

یہ حقیقت ظاہر کرتی ہے کہ خواتین کو سماجی دباؤ کے باعث وہ سہولت میسر نہیں آتی جو مرد اسکالرز کو حاصل ہے۔

2. علمی وسائل اور مواقع کی کمی

خواتین اسکالرز کے لیے علمی وسائل اور مواقع کی کمی ایک اور نمایاں رکاوٹ ہے۔ کئی ممالک میں خواتین کے لیے تحقیقی اداروں، کتب خانوں، اور علمی حلقہ ہائے درس تک رسائی محدود ہے۔ نتیجتاً وہ علمی سرگرمیوں میں مرد ہم منصبوں کے برابر حصہ نہیں لے پاتیں۔

اکرم ندوی اپنی کتاب Al-Muhaddithat میں اس صورتحال کی وضاحت کرتے ہیں:

"Although the tradition of female muhaddithat is deeply rooted in Islamic history, modern female scholars are often deprived of institutional support and resources, which limits their capacity to continue this legacy."17

3. خواتین اسکالرز کے کردار کو نظرانداز کرنے کے اسباب

ایک بڑا چیلنج یہ بھی ہے کہ خواتین اسکالرز کے کردار کو علمی تاریخ میں اکثر نظرانداز کیا گیا ہے۔ قدیم مصادر میں اگرچہ خواتین محدثات کا ذکر ملتا ہے، لیکن بعد کی صدیوں میں علمی تحریروں اور نصاب میں ان کا تذکرہ کم ہوتا گیا۔

عائشہ عبدالرحمٰن (بنت الشاطئ) اس حقیقت پر زور دیتے ہوئے لکھتی ہیں:

"إن تجاهل دور المرأة في علوم السنة عبر القرون الماضية لم يكن لقصور في عطائها، وإنما بسبب الثقافة الذكورية التي حجبت ذكرها وأثرت في تدوين التاريخ العلمي".

) گزشتہ صدیوں میں سنت کے علوم میں عورت کے کردار کو نظرانداز کرنا ان کے علمی عطا میں کمی کی وجہ سے نہیں بلکہ مردانہ ثقافتی غلبے کی وجہ سے ہے جس نے ان کے ذکر کو چھپا دیا اور علمی تاریخ کی تدوین کو متاثر کیا۔[18]

یہ جملہ ظاہر کرتا ہے کہ خواتین اسکالرز کی خدمات کو شعوری یا غیر شعوری طور پر پسِ پشت ڈال دیا گیا۔

تجزیہ

ان تینوں چیلنجز یعنی سماجی و ثقافتی رکاوٹیں، وسائل کی کمی اور تاریخی نظر اندازی نے خواتین اسکالرز کی علمی ترقی کو متاثر کیا ہے۔ تاہم معاصر خواتین اسکالرز ان رکاوٹوں کے باوجود علمی دنیا میں جگہ بنا رہی ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ان کے لیے بہتر سہولتیں فراہم کی جائیں، ان کے کردار کو نصاب اور تحقیقی کتب میں جگہ دی جائے، اور ان کے علمی ورثے کو دنیا کے سامنے اجاگر کیا جائے۔

نتائج بحث

1. خواتین محدثات نے اسلامی تاریخ کے ہر دور میں حدیث کے فروغ اور حفاظت میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔
2. حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو نہ صرف کثیر الروایہ صحابیہ ہونے کا شرف حاصل ہے بلکہ فہمِ حدیث اور نقد و تنقید میں بھی ان کی بصیرت نمایاں ہے۔
3. صحابیات اور تابعیات نے روایت کے ساتھ ساتھ حدیث کی توضیح و تشریح میں بھی حصہ لیا، جو ان کے علمی مقام کو ظاہر کرتا ہے۔
4. تبع تابعیات اور بعد کے ادوار میں خواتین جیسے کریمہ المروزیہ اور زینب بنت الکمال نے تدریسِ حدیث کو اعلیٰ معیار پر جاری رکھا۔
5. عباسی اور اندلسی دور میں خواتین کی علمی مجالس میں بڑے بڑے محدثین شریک ہوتے تھے، جو ان کے اعتماد و مقام کی دلیل ہے۔
6. برصغیر میں مدارسِ نسواں نے خواتین کو تدریسی و تحقیقی مواقع فراہم کیے اور حدیثی علوم کو زندہ رکھا۔
7. معاصر دور میں خواتین اسکالرز نے جامعات، مدارس اور تحقیقی اداروں میں تدریس و تصنیف کے ذریعے حدیثی علوم کو فروغ دیا۔
8. ڈاکٹر فرحت ہاشمی، عائشہ عبدالرحمٰن بنت الشاطئ، اور عائشہ بیولی جیسی اسکالرز نے اپنی تحقیقات و تصنیفات سے خواتین کے علمی کردار کو نئی جہت دی۔
9. خواتین اسکالرز نے تراجم، شروح اور اصولِ حدیث کے علمی پہلوؤں پر قابل قدر کام کیا ہے۔

10. خواتین کو سماجی و ثقافتی رکاوٹوں اور محدود وسائل کے باوجود علمی میدان میں نمایاں کامیابیاں حاصل ہوئیں۔

11. علمی تاریخ میں خواتین کے کردار کو نظرانداز کرنا ایک حقیقت ہے، لیکن معاصر تحقیق نے ان خدمات کو دوبارہ اجاگر کیا ہے۔

12. اکرم ندوی اور دیگر محققین نے ثابت کیا کہ خواتین محدثات کی روایت محض ماضی کا قصہ نہیں بلکہ آج بھی جاری ہے۔

13. خواتین اسکالرز نے نہ صرف مقامی بلکہ عالمی سطح پر بھی حدیثی علوم کو فروغ دیا اور انگریزی سمیت دیگر زبانوں میں تراجم کے ذریعے اس ورثے کو عام کیا۔

14. خواتین کے علمی کردار کو نظرانداز کرنے کی بڑی وجہ تاریخی اور سماجی تعصبات ہیں، نہ کہ ان کے علمی کام کی کمی۔

15. یہ تحقیق اس نتیجے پر پہنچتی ہے کہ معاصر اور مستقبل کے علمی میدان میں خواتین کی شمولیت ناگزیر ہے، اور ان کے کردار کو تسلیم کرنا اسلامی علمی ورثے کی تکمیل کے لیے ضروری ہے۔

الحواشی

---

[1] خطیب بغدادی، الكفاية في علم الرواية، ص 87، دار الكتب العلمية، بیروت، 1987ء۔

Khateeb al-Baghdadi, al-Kifayah fi Ilm al-Riwayah, p. 87, Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, Beirut, 1987.

[2] صحیح بخاری، کتاب العلم، حدیث: 101۔

Sahih al-Bukhari, Kitab al-‘Ilm, Hadith: 101.

[3] الذہبی، سیر أعلام النبلاء، ج 4، ص 508، مؤسسة الرسالة۔

al-Dhahabi, Siyar A‘lam al-Nubala’, Vol. 4, p. 508, Mu’assasat al-Risalah.

[4] ابن حجر عسقلانی، تھذیب التھذیب، ج 12، ص 451، دار الفکر۔

Ibn Hajar al-‘Asqalani, Tahdhib al-Tahdhib, Vol. 12, p. 451, Dar al-Fikr.

[5] محمد اکرم ندوی، al-Muhadditthat: The Women Scholars in Islam، آکسفورڈ سینٹر فار اسلامک اسٹڈیز، 2007ء، ص 45۔

Muhammad Akram Nadwi, al-Muhaddithat: The Women Scholars in Islam, Oxford Centre for Islamic Studies, 2007, p. 45.

[6] الذہبی، سیر أعلام النبلاء، ج 2، ص 135، مؤسسة الرسالة۔

al-Dhahabi, Siyar A‘lam al-Nubala’, Vol. 2, p. 135, Mu’assasat al-Risalah.

[7] صحیح بخاری، کتاب التفسیر، حدیث: 4679۔

Sahih al-Bukhari, Kitab al-Tafsir, Hadith: 4679.

[8] صحیح بخاری، کتاب الجنائز، حدیث: 1287؛ صحیح مسلم، کتاب الجنائز، حدیث: 927۔

Sahih al-Bukhari, Kitab al-Jana'iz, Hadith: 1287; Sahih Muslim, Kitab al-Jana'iz, Hadith: 927.

[9] ابن سعد، الطبقات الکبری، ج8، ص352، دار صادر، بیروت۔

Ibn Sa'd, al-Tabaqat al-Kubra, Vol. 8, p. 352, Dar Sader, Beirut.

[10] الذہبی، سیر أعلام النبلاء، ج4، ص508، مؤسسۃ الرسالۃ۔

 al-Dhahabi, Siyar A'lam al-Nubala', Vol. 4, p. 508, Mu'assasat al-Risalah.

[11] ابن حجر عسقلانی، تھذیب التھذیب، ج12، ص451، دار الفکر، بیروت۔

Ibn Hajar al-'Asqalani, Tahdhib al-Tahdhib, Vol. 12, p. 451, Dar al-Fikr, Beirut.

12 Sadaf Ahmad, Transforming Faith: The Story of Al-Huda and Islamic Revivalism among Urban Pakistani Women, Syracuse University Press, 2009, p. 45.

[13] عائشہ عبد الرحمٰن (بنت الشاطئ)، السنۃ النبویۃ بین أھل الفقہ و أھل الحدیث، ص112، دار المعارف، قاہرہ، 1989ء۔

14 Muhammad Akram Nadwi, Al-Muhaddithat: The Women

15 Scholars in Islam, Oxford Centre for Islamic Studies, 2007, p. 67.

16 Saba Mahmood, Politics of Piety: The Islamic Revival and the Feminist Subject, Princeton University Press, 2005, p. 121.

17 Muhammad Akram Nadwi, Al-Muhaddithat: The Women Scholars in Islam, Oxford Centre for Islamic Studies, 2007, p. 89.

18 عائشہ عبد الرحمٰن (بنت الشاطئ)، السنۃ النبویۃ بین أھل الفقہ و أھل الحدیث، ص118، دار المعارف، قاہرہ، 1989ء۔

'A'ishah 'Abd al-Rahman (Bint al-Shati'), al-Sunnah al-Nabawiyyah bayna Ahl al-Fiqh wa Ahl al-Hadith, p. 118, Dar al-Ma'arif, Cairo, 1989.